Name: **Md. Sajid Zaki Fahmi**

Topic: **Madina Akhbar Ki Sahafti Aur Adbi Khimaat**

Supervisor: **Prof. Wahajuddin Alvi**

Department of Urdu, Jamia Millia Islamia, New Delhi-25

اخبار ُمدینہ‘ بجنور یکم مئی ۱۹۱۲ء کو صحافت کے افق پر نمودار ہوا۔ یہ ایک ہفتہ وار اخبار تھا، لیکن اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے مولوی مجید حسن نے اسے ہفتے میں دو بار شائع کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ انھوں نے روز نامے کی طرف بھی پیش قدمی کی لیکن حالات موافق نہ ہونے کی وجہ سے یہ اخبار اپنی آخری عمر تک سہ روزہ ہی رہا۔

اخبار ُمدینہ‘ بجنور کا ایک اختصاص یہ بھی ہے کہ اس کے حلقۂ ادارت میں ابتدا تا آخر تقریباً اٹھائیس قلمکاروں نے ادارتی فرائض بہ حسن خوبی انجام دیے۔ ان میں آغا رفیق بلند شہری، حافظ نورالحسن ذہین، امین احسن اصلاحی، حامد الانصاری غازی، نصیرالحق دہلوی، ابواللیث اصلاحی، ابوسعید بزمی، قاضی عدیل عباسی، پروفیسر ضیاالحسن فاروقی، حمید حسن فکر، نصراللہ خاں اور قدوس صہبائی وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ تمام حضرات فقط صحافت کے پیشے سے منسلک نہ تھے بلکہ اپنے عہد کے صاحب طرز انشا پرداز، نثار اور شاعر بھی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اخبار ُمدینہ‘ بجنور نے جہاں صحافتی اعتبار سے ملک و قوم کی بے شمار خدمات انجام دیں وہیں ادبی سرمائے میں بھی اضافے کا سبب بنا۔ اگر ہم اخبار مدینہ‘ میں شائع ہونے والے فقط ادبی سرمائے کا جائزہ لیں تو اس کے لیے بھی ایک دفتر کی ضرورت درپیش ہوگی۔ ادبی سرمائے کے حوالے سے اس کے لکھنے والوں میں اکبؔر الہٰ آبادی، شبلؔی نعمانی، الطاف حسین حالی، علامہ اقباؔل، حسرؔت موہانی، شاد عظیم آبادی، نوح ناروی، ظفؔر علی خاں، جگؔر مرادآبادی، محمد علی جوہؔر، روشؔ صدیقی، ساغؔر نظامی، عثمان فارقلیؔط، وارث کامل، محمد اجمل خاں وغیرہ کے نام خاص طور پر لیے جا سکتے ہیں۔

اخبار مدینہ جس زمانے میں جاری ہوا اس وقت اردو اخبارات اور پریس کی بندشوں، ضبطیوں اور قرقیوں کا سلسلہ جاری تھا۔ اخبار ُمدینہ‘ بجنور بھی اپنی بے باکی اور حق گوئی کی بنا پر انگریزی عتاب سے محفوظ نہ رہ سکا۔ یعنی اس پر بھی اتنی سخت پابندیاں عائد کر دی گئیں کہ اسے مجبوراً ُمدینہ‘ کے بجائے ُیثرب‘ کا روپ اختیار کرنا پڑا۔ اخبار ُمدینہ‘ نے ُیثرب‘ نام کے ساتھ ۲۵ ر اگست ۱۹۱۹ء سے دوبارہ ملک و قوم کی خدمت کا سلسلہ جاری کیا۔ لیکن صد افسوس ابھی اس کے چند شمارے ہی منظر عام پر آئے تھے کہ ۱۳ ر ستمبر ۱۹۱۹ء کو دوبارہ اس کی نکیل کس دی گئی۔ مگر مولوی مجید حسن کہاں رکنے والے تھے ۱۷ ر ستمبر ۱۹۱۹ء کو دوبارہ ُمدینہ‘ کے نام سے اس کی اشاعت کا سلسلہ جاری کر دیا۔

اخبار ُمدینہ‘ اپنی پیدائش سے ہی کانگریسی طرز خیال کا حامی تھا، بلکہ اسے کٹر کانگریسی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس نے بارہا عوام کو اس کی تلقین کی کہ سب ایک جھنڈے یعنی کانگریس تلے جمع ہو کر انگریزوں کے خلاف نبرد آزما ہوں۔ کیوں کہ پورے ملک میں کانگریس ہی ایک ایسی جماعت ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں فرقوں کے لیے یکساں حیثیت رکھتی ہے۔ یہ بات صد فیصدی درست ہے کہ مولوی مجید حسن کٹّر کانگریسی تھے۔ لیکن جب کبھی کانگریس نے اصول کے خلاف ورزی کی تو اخبار ُمدینہ‘

اس پر تنقید کرنے سے بھی باز نہ رہا۔حصول آزادی کے دوران کئی ایسے مواقع آئے جس میں کانگریسی رہنماؤں نے ملک کی فضا کو بگاڑنے اور اپنا الّو سیدھا کرنے کے لیے مختلف قسم کے حربے استعمال کیے مثلاً گاؤکشی، اردو ہندی کا جھگڑا، عبادت گاہوں کے مسائل وغیرہ۔ان تمام موضوعات یا مسائل پر اخبار ’مدینہ‘ نے بے لاگ تنقید کی اور ان مباحث کے زیر اثر پیدا ہونے والے علل و نتائج سے عوام کو متنبہ کیا۔

اخبار ’مدینہ‘ بجنور نے اپنے صفحات کے ذریعہ عورتوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ کی۔اس اخبار نے عورتوں کے لیے غالباً ۲۲/اپریل ۱۹۱۳ میں ’’مدینۃ النسواں‘‘ کے نام سے ایک عنوان قائم کیا تھا جس کے ذیل میں صحابیہ کے واقعات، جنگجو اور بہادر عورتوں کے حالات، لڑکیوں کی صحت و تعلیم سے متعلق لائحہ عمل، گھریلو اور ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے تدابیر، ایسی احادیث اور اس کی تفسیر جس میں عورتوں کو موضوع بنایا گیا ہو پیش کی جاتی تھی۔غرض کہ اس باب کے ذریعہ عورتوں کی فلاح و بہبود اور تعلیم و تربیت کی حتیٰ الوسع کوشش کی گئی۔

صحافتی خدمات کے ساتھ اخبار ’مدینہ‘ نے ادب کی بھی بیش بہا خدمات انجام دی۔ابتدا کے چار پانچ سال تک یہ سیاسی خبروں میں الجھا رہا لیکن ۱۹۱۸ء سے اس نے اپنا سرورق شعری حصے کے لیے مختص کردیا، اور تقریباً یہ سلسلہ ۱۹۷۴ء تک مسلسل جاری رہا۔گرچہ بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ مہینوں تک اس اخبار میں کوئی غزل یا نظم شائع نہ ہوئی لیکن آہستہ آہستہ اس نے اپنی بنائی ہوئی راہ پر مستعدی کے ساتھ قدم بڑھایا۔یعنی اس کے سرورق پر پھر سے نظمیں، غزلیں، رباعیات، قطعات، مخمسات وغیرہ شائع ہونے لگیں۔علاوہ ازیں اس اخبار میں کتابوں پر تبصرے یا تبصراتی مضامین، نامور شخصیات کے خطوط، کسی شعرا و ادبا یا قوم کے رہنما کی موت پر تعزیتی مضامین، نئے اخبارات، رسائل اور کتابوں پر اشتہارات وغیرہ بھی اکثر و بیشتر شائع ہوتے رہتے تھے۔

مختصر یہ کہ اخبار ’مدینہ‘ بجنور نے اپنے زمانے کے تقریباً تمام مسائل میں بھرپور حصہ لیا۔اس نے اپنے نظریات وخیالات کی عکاسی کے لیے کبھی سیدھی سادی زبان تو کبھی طنز و مزاح کا انداز اختیار کرکے بات عوام تک پہنچانے کی کوشش کی۔ادبی اعتبار سے بھی اس اخبار نے گراں بہا خدمات انجام دی۔’مدینہ‘ بجنور میں پیش کی جانے والی تخلیقات کبھی ادب برائے ادب کا منظر پیش کرتی تھیں تو کبھی ادب برائے زندگی کا۔بالفاظ دیگر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس نے جہاں خالص ادبی نظریے کو فروغ دیا وہیں ادب میں رونما ہونے والی تحریکات اور رجحانات کی پذیرائی بھی کی۔سیاسی مسائل ہوں یا سماجی، ادبی ہوں یا معاشی وغیرہ اس نے کبھی اپنے نظریات عوام پر تھوپنے کی کوشش نہیں کی۔بلکہ ان سے پیدا ہونے والے نتائج کو پیش کرتے ہوئے فیصلہ خود ان پر چھوڑ دیا۔اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اخبار ’مدینہ‘ کی خدمات بہ نسبت اس کے ہمعصروں کے قدرے زیادہ تھیں۔ لیکن افسوس موجودہ دور میں ہم ’زمیندار‘، ’الہلال‘، ’ہمدرد‘ وغیرہ کی خدمات کا اعتراف تو کرتے ہیں لیکن ’مدینہ‘ کے نام سے ہمارے کان اس طرح آشنا نہیں۔لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اخبار ’مدینہ‘ کی طرف توجہ کی جائے اور اس کی اہمیت و حقیقت کو ازسرنو پیش کرنے کی کوشش کی جائے۔

☆☆☆